2 اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ابتدائی مسائل

پڑھیں

مسائل

پس منظر:۔

تین جون 1947ء کے منصوبے کے تحت صوبوں کی اسمبلیوں کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا کہ وہ نئی وجود میں آنے والی دونوں مملکتوں (ہندوستان یا پاکستان) میں سے کسی ایک میں شامل ہونے کا فیصلہ کرلیں۔ پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں نے بھاری اکثریت سے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ تاہم چونکہ دونوں صوبوں کے غیر مسلم اضلاع کے نمائندوں نے صوبوں کی تقسیم کا مطالبہ کیا اس لیے 30 جون 1947ء کو دونوں صوبوں کے لیے الگ الگ حد بندی کمیشن قائم کئے گئے۔ جن کا مشترکہ سربراہ ایک برطانوی وکیل سیرل ریڈ کلف کو بنایا گیا۔

تقسیم کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا وہ نہایت غیر منصفانہ تھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز پیش کی کہ تقسیم اقوام متحدہ کے کسی غیر جانبدار کمیشن سے کرائی جائے۔ ان کی دوسری تجویز یہ تھی کہ حد بندی کے لیے برطانوی عدالت عظمٰی "پریوی کونسل" کے ججوں کو دعوت دی جائے۔ یہ دونوں تجاویز برطانوی حکومت نے مسترد کردیں۔ وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن کانگریس کے لیے ہمدردی کے جذبات رکھتے تھے اس لیے انہوں نے ایک ایسے شخص کو حد بندی کے لیے منتخب کیا جو برصغیر کے حالات کے بارے میں قطعی بے خبر تھا اور اس سے پہلے کبھی ہندوستان نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ مونٹ بیٹن اپنے اعلیٰ منصب سے فائدہ اٹھا کر ایک ایسے شخص کے فیصلوں پر آسانی سے اثر انداز ہوسکتے تھے اور وہ عملاً اثر انداز ہوئے بھی۔

مسئلے کی منصفانہ پوزیشن یہ تھی کہ صوبوں کی تقسیم نہیں ہونی چاہیے تھی لیکن اگر ایسا کرنا ضروری بھی تھا تو اس کے لیے کم از کم ان اصولوں کی پیروی ضرور کی جانی چاہیے تھی جو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے خود تین جون کے منصوبے کا اعلان کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بیان کئے تھے۔ مونٹ بیٹن نے گورداسپور، فیروز پور، تحصیل زیرا اور تحصیل فاضلکا پر پاکستان کا حق خود تسلیم کیا تھا۔

ریڈ کلف ایوارڈ اور ناانصافیاں:۔

ریڈ کلف نے علاقائی حد بندی کے بارے میں اپنے فیصلے کا اعلان 17 اگست کو کیا، اس فیصلے میں پاکستان کے ساتھ مندرجہ ذیل ناانصافیاں کی گئیں:

تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پنجاب گورداسپور اور فیروز پور کے اضلاع نیز زیرا اور فاضلکا تحصیل بھارت میں شامل کر دی گئیں۔ مشرقی حصے میں کلکتہ شہر، ضلع مرشد آباد اور ندیہ کے علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے گئے حالانکہ ان تمام علاقوں پر پاکستان کا واضح حق بنتا تھا۔

ریڈ کلف 8 اگست تک فیصلوں کو حتمی شکل دے چکے تھے۔ حد بندی کمیشن میں مسلم لیگ کے نمائندے جسٹس محمد منیر تھے انہوں نے بعد میں یہ انکشاف کیا کہ ریڈ کلف فیروز پور، اور زیرا نیز جزوی طور پر تحصیل فاضلکا اور فیروز پور ہیڈ ورکس پاکستان میں شامل کرنے پر آمادہ ہو چکے تھے لیکن جب 17 اگست 1947ء کو ریڈ کلف ایوارڈ کا اعلان کیا گیا تو یہ تمام علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے۔ مبصرین کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ پر ہوا۔

مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ اخبار پاکستان ٹائمز کے کچھ اور علاقوں میں بھی ناانصافی کی نشاندہی کی تھی مثلاً تحصیل بٹالہ میں مسلم اکثریت 55 فیصد سے زیادہ تھی۔ بٹالہ شہر میں مسلمانوں کا صنعتی مرکز تھا۔ امر تسر کی تحصیل اجنالہ میں مسلم اکثریت 60 فیصد تھی۔ یہ سب علاقے ہندوستان کو دیئے گئے۔

غلط تقسیم کے نتائج

1۔ تنازعہ کشمیر:۔

ریڈ کلف ایوارڈ ہی تنازعہ کشمیر کی بنیاد بنا۔ اگر ضلع گورداسپور ہندوستان کو نہ دیا جاتا تو ہندوستان کے لیے کشمیر پر قبضہ کرنا کسی طرح ممکن نہ ہوتا کیونکہ اس طرح کشمیر بھارت سے کٹ جاتا۔ کشمیر کو بھارت سے ملانے والا واحد زمینی راستہ گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ ہی سے ہو کر گزرتا تھا۔

2۔ کلکتہ کے صنعتی شہر سے محرومی:۔

کلکتہ ہندوستان کا سب سے بڑا صنعتی شہر تھا۔ کلکتہ میں 25 فیصد مسلمان اور 60 فیصد اچھوت تھے۔ اچھوت اپنے شہر کو پاکستان میں شامل کرنا چاہتے تھے ریڈ کلف نے اچھوتوں کے جذبات کی پروانہ کرتے ہوئے کلکتہ ہندوستان کو دے دیا۔

3۔ ہجرت کے مسائل:۔

غیر متوقع تقسیم سے پنجاب کی کثیر مسلم آبادی کو وسیع پیمانے پر نقل مکانی اور قتل وغارت کا سامنا کرنا پڑا جس سے پاکستان کے لیے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہوئے۔

انتظامی مسائل:۔

اپنے قیام کے ابتدائی دنوں میں پاکستان کو سنگین انتظامی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ بیشتر سرکاری ملازم ہندو تھے جو ہندوستان چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد حکومت کا کام چلانے کے لیے غیر تربیت یافتہ لوگوں کا سہارا لینا پڑا۔

تجربہ کار مسلمان افسر دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے انگریز افسروں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ فوج کے سربراہ، بہت سے افسران نیز بعض گورنر اور سیکرٹری انگریز تھے۔ غیر پاکستانی افسران کی وجہ سے بہت سے مسائل بھی پیدا ہوئے مثلاً جب قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے انگریز کمانڈر انچیف کو کشمیر میں فوج بھیجنے کا حکم دیا تو حکم کی تعمیل نہیں کی گئی۔

ا

آزادی کے فوراً بعد کراچی کو دارالحکومت بنایا گیا جہاں ایک ریاست کا نظام چلانے کے لیے درکار ابتدائی سہولتیں بھی موجود نہیں تھیں۔ فوجی بارکوں اور خیموں میں حکومت کے دفتر قائم کیے گئے۔ بھارتی حکومت نے پاکستان کے حصے میں آنے والا دفتری ساز و سامان بھی روک لیا۔ صورتحال اتنی خراب تھی کہ کاغذ تک موجود نہیں تھے۔ ملک چھوڑ کر جانے والے بعض ملازمین دفتری ریکارڈ ضائع کر گئے۔ بہت سا ریکارڈ جو بھارت سے پاکستان لایا جارہا تھا راستے میں انتہا پسند ہندوؤں نے تلف کر دیا، بھارت نے پاکستان آنے والے ملازمین کو پاکستان پہنچانے کے لیے ہوائی جہاز کرائے پر دینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا برطانیہ سے جہاز کرائے پر لے کر ملازمین اور ضروری ریکارڈ کو پاکستان پہنچایا گیا۔

مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ:۔

ایک قابلِ اعتماد اندازے کے مطابق تقسیم کے نتیجے میں 55 لاکھ افراد پاکستان سے بھارت گئے اور 65 لاکھ مسلمان بھارتی علاقے سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ اس طرح پاکستان کی معیشت پر اپنے ابتدائی دنوں میں ہی دس لاکھ مزید انسانوں کا بوجھ پڑ گیا۔ مہاجرین کی آبادکاری اور انہیں بنیادی ضروریات کی فراہمی ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے فوراً ایک ''ریفیوجی ریلیف فنڈ'' قائم کیا، اس طرح ان کی ذاتی دلچسپی اور پاکستانی عوام کے بے پناہ جذبۂ ایثار کی بدولت بہت کم وقت میں اس مسئلے پر قابو پالیا گیا۔

اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ:۔

آزادی کے وقت متحدہ ہندوستان کے خزانے میں موجود کل سرمائے کا تخمینہ 4 ارب روپے لگایا گیا تھا۔ حساب کے مطابق پاکستان کو اس میں سے ایک ارب روپیہ ملنا چاہیے تھا لیکن بھارت نے پاکستان کو صرف 75 کروڑ روپے دینے پر رضامندی کا اظہار کیا اس میں سے بیس کروڑ ادا کر کے بقیہ پچپن کروڑ کی ادائیگی کے لیے حکومت ہند نے ٹال مٹول شروع کر دی۔ گاندھی جی نے حکومت ہند پر اس رقم کی ادائیگی کے لیے دباؤ ڈالا تو پچاس کروڑ کی رقم مزید ادا کر دی گئی، پانچ کروڑ پھر بھی باقی رہ گیا۔ دوسری طرف متحدہ ہندوستان کے ذمے واجب الادا قرضہ جات کا 20 فیصد پاکستان کے ذمے ڈال دیا گیا۔ بعض اہلکار جاتے ہوئے دفتروں کا ریکارڈ فیکٹریوں اور فوجی ساز و سامان کے پرزے نکال کر لے گئے اور ہسپتالوں میں مریضوں کے علاج کے لیے استعمال ہونے والی مشینری تک کو ناکارہ بنا گئے۔

فوجی ساز و سامان کی تقسیم کا مسئلہ:۔

تقسیم کا عمل شروع ہوا تو لیاقت علی خان رحمۃاللہ علیہ نے مطالبہ کیا کہ فوج کی تقسیم کے لیے کوئی فارمولا مرتب کر لیا جائے۔ وزیر دفاع سردار بلدیو سنگھ اور کمانڈر انچیف نے اس وقت ان کے مطالبے کو نظر انداز کر دیا، تاہم جولائی 1947ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تقسیم ہند کے بعد برطانوی ہند کی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے کمانڈر انچیف فیلڈ مارشل آکنیلیک کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جب فیلڈ مارشل نے فوج کی تقسیم سے متعلق عملی کارروائی شروع کی تو ہندوستان کی حکومت نے اس کمیٹی کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ آکنیلیک وقت سے پہلے چار ماہ پہلے اپنا دفتر بند کر کے انگلستان واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔ 28 ستمبر 1947ء کو آکنیلیک نے حکومت برطانیہ کو رپورٹ بھیجتے ہوئے لکھا تھا:

”ہندوستان کی موجودہ کابینہ پختہ ارادہ کر چکی ہے کہ جہاں تک اس کا بس چلے گا مملکت پاکستان کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا نہیں ہونے دے گی۔ بھارت کے لیڈروں، وزیروں اور سول افسران نے افواج کی تقسیم کے کام میں روڑے اٹکانے کی مسلسل کوشش کی ہے۔“

کمیٹی کے چلے جانے کے بعد ہندوستان من مانی کے لیے آزاد ہو گیا۔ ہندوستانی حکومت نے اسلحہ اور فوجی ذخائر سے پاکستان کو اس کے حصے سے بہت کم، ناکارہ اور ٹوٹا پھوٹا کچھ سامان بھیجا۔ پاکستان کے حصے میں آنے والے بحری اور ہوائی جہازوں کی حالت بھی انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ تقسیم کے وقت ملک میں اسلحہ سازی کے سولہ کارخانے تھے وہ سب کے سب ہندوستان کے قبضے میں چلے گئے۔ اس طرح پاکستان نے اپنی زندگی کا آغاز ایک بہت چھوٹی اور وسائل کے لحاظ سے کمزور فوج کے ساتھ کیا۔

نہری پانی کا مسئلہ:۔

برطانوی دور حکومت میں دریائے سندھ کے طاس میں پانی کی فراہم کرنے والی نہریں ایک مربوط نظام کی شکل میں کام کرتی تھیں اور اس زمانے میں یہ دنیا بھر میں آبپاشی کا سب سے بڑا نہری نظام تھا۔ 1947ء میں یہ نظام دو حصوں میں کٹ گیا جس کے نتیجے میں تین دریاؤں ستلج، بیاس اور راوی کے بالائی حصے اور بہت سے نہری ہیڈ ورکس ہندوستان کے قبضے میں چلے گئے۔ مثلاً راوی کا مادھو پور ہیڈ ورکس اور ستلج کا فیروز پور ہیڈ ورکس ہندوستان کو دیئے گئے۔ 1947ء کے آخری دنوں میں کشمیر پر بھارت کے قبضے کے نتیجے میں صورتحال مزید خراب ہو گئی کیونکہ چناب اور جہلم کے بالائی حصے بھی بھارت کے علاقے میں چلے گئے۔ اس طرح بھارت نے پاکستان کی زرعی معیشت کو تباہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی، جس کا پہلا عملی مظاہرہ اس نے اپریل 1948ء میں کیا جب اس نے لاہور کے نواحی علاقوں کا پانی کئی ہفتے تک بند رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں ایکٹر رقبے پر کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔

ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ

پس منظر:۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت برطانوی ہندوستان میں چھوٹی بڑی شاہی ریاستوں کی تعداد 580 سے زیادہ تھی۔ ان ریاستوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی مملکت کے ساتھ الحاق کر لیں یا آزاد رہنے کا فیصلہ کر لیں۔ 15 اگست 1947ء تک اکثر ریاستوں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر لیا۔ تین ریاستیں ایسی تھیں جو بر وقت فیصلہ نہ کر سکیں فیصلے میں یہ تاخیر بعد میں دونوں ملکوں کے لیے سخت مشکلات کا باعث بنی وہ ریاستیں جونا گڑھ، حیدر آباد اور کشمیر تھیں۔ ان تینوں ریاستوں کے الحاق کا ہم الگ الگ تذکرہ کریں گے۔

مسئلہ کشمیر:۔

آزادی کا اعلان ہوا تو کانگرسی لیڈروں اور کشمیر کی پڑوسی ہندو اور سکھ ریاستوں خصوصاً پٹیالہ اور کپور تھلہ کے راجاؤں نے کشمیر ہندو مہاراجہ پر زور ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ کشمیر کا الحاق ہندوستان سے کر دے۔ وائسرائے نے خود بھی مداخلت کی۔ مہاراجہ نے یوم آزادی سے پہلے ہی پنجاب کی سرحد سے ملنے والے

ا

علاقوں پونچھ اور جموں کے مسلمان باشندوں کے ہتھیار جمع کرالئے اور اپنی فوجیں اس علاقے میں جمع کرنا شروع کردیں۔ بھارت کے جنوب مشرقی حصے میں بھارت سے ملحق تھا سڑکوں کی تعمیر کا کام تیزی سے شروع کردیا گیا تا کہ بھارتی فوجوں کو کشمیر پہنچانے میں آسانی ہو۔

ان واقعات سے کشمیری مسلمانوں میں بے چینی کا آغاز ہوا۔ اگست تک پونچھ اور جموں میں مسلح بغاوت شروع ہو چکی تھی۔ ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا اور گیارہ ہفتے کے عرصے میں پانچ لاکھ مسلمان آبادی سے اس علاقے کو بالکل خالی کرالیا۔

"تحریک آزادی کشمیر" کے پاس چونکہ اسلحہ کی کمی تھی اس لیے تحریک کے نمائندے قبائلی علاقے اور صوبہ کے پی کے سے اسلحہ لانے کے لیے بھیجے گئے۔ جب اس علاقے میں مسلمانوں پر مہاراجہ کے مظالم کی خبریں پہنچیں تو بہادر قبائلی کثیر تعداد میں اپنے کشمیر بھائیوں کی امداد کے لیے اسلحہ لے کر کشمیر پہنچنے لگے۔ یہ خبر جب دہلی پہنچی تو انگریز گورنر جنرل اور بھارت کے لیڈروں نے مہاراجہ کشمیر سے ریاست کے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کرالئے۔ یوں کشمیر کا ایک بڑا حصہ بھارت کے قبضے میں چلا گیا۔

مہاجرین کی آبادکاری جیسے تکلیف دہ مسئلے اور سنگین بیماری کے باوجود قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک لمحہ کے لیے بھی کشمیر کے مسئلے سے بے خبر اور لا تعلق نہیں رہے۔ انہوں نے پاکستانی افواج کے انگریز کمانڈر انچیف کو کشمیر میں فوج بھیجنے کا حکم دیا تو حکم ماننے سے معذرت کر دی گئی۔ پاکستانی افواج اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کے لیے پہنچیں تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ جنوری 1948ء میں بھارت نے کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش کر دیا اور کشمیر میں رائے شماری کرانے کا وعدہ کیا، اقوام متحدہ نے جنگ بندی کرادی جس سے بھارت کو مقبوضہ کشمیر پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔

جوناگڑھ مناوادر اور مانگرول:۔

بمبئی اور کراچی کے تقریباً وسط میں کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع چھوٹی سی ریاست جوناگڑھ میں زیادہ آبادی ہندوؤں کی تھی لیکن اس کا حکمران مسلمان تھا۔ جوناگڑھ کے نواب نے اپنا قانونی حق استعمال کرتے ہوئے اپنی ریاست کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا۔ دو اور چھوٹی چھوٹی ہمسایہ ریاستوں مناوادر اور مانگرول کے نوابوں نے بھی ان کی تائید کی۔ حکومت پاکستان نے الحاق کی منظوری دے دی۔ جب بھارتی حکومت کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجیں جوناگڑھ کی طرف روانہ کر دیں اور ریاست میں ہنگامے شروع کرادیئے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے نواب صاحب حکومت چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ چند روز بعد بھارتی افواج نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔ یہی حشر مناوادر اور مانگرول کا بھی ہوا۔

حیدرآباد:۔

حیدرآباد کا شمار برطانوی ہند کی اہم ترین ریاستوں میں ہوتا تھا۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کی آبادی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تھی۔ رقبے کے لحاظ سے یہ ریاست برطانیہ اور سکاٹ لینڈ کے مجموعی رقبے کے برابر تھی۔ بے پناہ دولت اور وسائل کے اعتبار سے حیدرآباد میں ایک خود مختار ریاست بننے کی پوری صلاحیت موجود تھی۔ لیکن حیدرآباد کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ اس کی سرحدیں چاروں طرف سے ہندوستانی علاقے سے گھری ہوئی تھیں۔

ریاست کے سربراہ جو نظام کہلاتے تھے، مسلمان تھے، لیکن ریاست میں آبادی کی اکثریت ہندو تھی۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ ریاست حیدرآباد پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی عظیم الشان تہذیب کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ انہی حقائق کی بناء پر نظام نے حیدرآباد کو آزاد اور خود مختار مملکت کے طور پر قائم

رکھنے کا فیصلہ کیا۔ وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ہندوستانی حکومت نے نظام پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی کہ وہ ریاست کا الحاق ہندوستان سے کر دیں۔ حیدر آباد دکن کے مسلمانوں نے ریاست بھارت سے الحاق کے خلاف آخری دم تک مزاحمت کی۔ لیکن 12 ستمبر 1948ء کو قائداعظمؒ کی وفات سے اگلے ہی روز بھارتی فوجیں حیدر آباد میں داخل ہوئیں تو نظام نے اپنی افواج اور اتحاد المسلمین کے رضاکاروں کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح جنوبی ہند میں مسلم تہذیب و ثقافت کا یہ سب سے بڑا مرکز ہندوستان کے قبضے میں چلا گیا۔

مسائل کے حل کی کوشش

پاکستان کے مخالفین ہمیشہ سے یہ پروپیگنڈہ کرتے آرہے تھے کہ پاکستان انتظامی اور اقتصادی اعتبار سے ناقابل عمل ہوگا اور اگر قائداعظم رحمۃاللہ علیہ پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو یہ ملک بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد پیش آنے والی مشکلات یقیناً بہت بڑی تھیں اور پاکستان کے مخالفین کے اندازے درست نظر آنے لگے تھے۔ لیکن قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی انتھک محنت اور مضبوط عزم پاکستانی لوگوں کے جذبۂ ایثار اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مشکلات پر بہت جلد قابو پالیا گیا۔ آئندہ سطور میں ہم ان کوششوں کا اختصار سے جائزہ لیں گے جو ابتدائی دور میں مسائل کو حل کرنے کے لیے کی گئیں۔

1۔ دستور سازی:۔

کسی مملکت کا نظام آئین کے بغیر ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ لہٰذا قیام پاکستان سے تین دن پہلے ہی قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے 11 اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی کا اجلاس طلب کیا۔ یہ اسمبلی ان ارکان پر مشتمل تھی جو 46-1945ء کے انتخاب میں مرکزی اسمبلی کے ارکان کے طور پر ان علاقوں سے منتخب ہوئے تھے جو پاکستان کا حصہ بنے۔ اس اجلاس میں قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے مملکت پاکستان کی پالیسی کو واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا مستقبل کا آئین جمہوری اور اسلامی ہوگا۔ پاکستان میں پاپائیت کی قسم کا مذہبی نظام رائج نہیں کیا جائے گا۔ غیر مسلم شہریوں کے حقوق مسلمان شہریوں کے برابر ہوں گے۔ انہوں نے اسمبلی کو آئین سازی کا کام کم سے کم وقت میں مکمل کرنے کی ہدایت کی۔ 1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو معمولی ترمیمات کے ساتھ عارضی دستور کی حیثیت سے ملک میں نافذ کر دیا گیا۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ دستور ساز اسمبلی کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔

2۔ حکومت سازی:۔

قائداعظم رحمۃاللہ علیہ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل اور لیاقت علی خانؒ پہلے وزیر اعظم بنے۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی ہدایت پر وزیر اعظم نے ایک پانچ رکنی کابینہ تشکیل دی۔ یہ کابینہ انتہائی لائق افراد پر مشتمل تھی، اگرچہ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کو گورنر جنرل کی حیثیت سے کابینہ کے معاملات میں براہ راست مداخلت کا اختیار حاصل نہیں تھا تاہم قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی اعلیٰ خدمات کی وجہ سے کابینہ نے فیصلہ کیا کہ وہ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی رہنمائی میں کام کرے گی اور انہیں کابینہ کے فیصلے مسترد یا ویٹو کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوگا۔

ا

3۔ سرکاری افسر اور ملازمین کی رہنمائی:۔

حصول آزادی کے بعد فوجی اور سول انتظامیہ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی تھیں۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے ان کا حوصلہ بڑھایا اور انہیں قومی خدمت کے جذبے سے ان تھک محنت کی ترغیب دی۔ اکتوبر 1947ء کو کراچی میں سول اور فوجی افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے ان ملازمین سے ہمدردی کا اظہار کیا جن کے عزیز و اقارب فسادات میں شہید ہو گئے تھے۔ 25 مارچ 1948ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

''اب آپ قوم کے حاکم نہیں رہے، آپ کو قوم کے خادموں کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں''

4۔ عوام کے اعتماد کی بحالی:۔

ہجرت اور تقسیم ملک کے صدمات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے معاشی دباؤ نے عوام کو بے حال کر دیا تھا۔ دوسری طرف پاکستان کے دشمنوں کا پروپیگنڈہ اپنے عروج پر تھا جو پاکستانی عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کا ملک چند دن کا مہمان ہے، ان حالات میں قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے خرابی صحت کے باوجود ملک گیر دورے کیے جس سے لوگوں کا حوصلہ بڑھا۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے لوگوں کو یقین دلایا کہ پاکستان ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور یہ کہ پاکستان کے دشمنوں کی سازشیں جلد ناکام ہو جائیں گی۔

دیگر اقدامات:۔

- کراچی کو مملکتِ پاکستان کا دارالحکومت مقرر کیا گیا۔
- قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے واضح کر دیا کہ اردو صرف پاکستان کی قومی زبان ہو گی۔
- معاشی مسائل کے حل کے لیے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے ''پاکستان فنڈ'' قائم کیا جس میں لوگوں نے فیاضی سے عطیات دیئے۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی خصوصی توجہ کے باعث گیارہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں سٹیٹ بنک کے قیام کی تیاری مکمل کر لی گئی۔ یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے سٹیٹ بنک کا افتتاح کیا۔
- نظام عدل کی بنیادی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے ''فیڈرل کورٹ'' کے نام سے ملک کی اعلیٰ ترین وفاقی عدالت قائم کی۔ (بعد میں اس کا نام بدل کر سپریم کورٹ آف پاکستان کر دیا گیا)۔
- قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے مہاجرین کی آبادکاری کی طرف خصوصی توجہ دی۔ لوگوں کے ایثار اور قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی ذاتی دلچسپی سے لاکھوں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بہت کم وقت میں حل ہو گیا۔ (مہاجرین کی آبادکاری اور بعض اہم اقدامات کی تفصیل ہم الگ الگ عنوانات کے تحت تفصیل سے آگے چل کر مطالعہ کریں گے۔)

قومی اتحاد واستحکام

پاکستان کے دشمنوں کی ایک بہت بڑی چال یہ بھی تھی کہ ملک میں علاقائی، لسانی اور صوبائی تعصبات کو ہوادی جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں انتشار اور خلفشار پیدا کیا جائے۔ اس خطرے کی بروقت پیش بندی کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے سخت بیماری کی حالت میں تمام صوبوں کے دورے کیے اور لوگوں کو تلقین کی کہ وہ متحد رہیں اور ملک دشمنوں کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں۔ اپنی ایک تقریر میں انہوں نے اسلام کو واحد بنائے اتحاد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

> ''اسلام نے ہمیں یہی سکھایا ہے، اور مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں آپ بہر حال مسلمان ہیں۔ اب آپ کا تعلق ایک قوم سے ہے۔ آپ کا اپنا وطن ہے ایک وسیع و عریض وطن، یہ سارا آپ کا اپنا ہے، یہ کسی پنجابی، سندھی، پٹھان یا بنگالی کا نہیں، یہ آپ سب کا ہے۔''

9 اگست 1947ء کو کراچی میں انہوں نے فرمایا:۔

> ''ایک دوسرے پر اعتماد کرو، ایک دوسرے سے تعاون کرو، پاکستان کو صحیح معنوں میں خوشحال، صحیح معنوں میں متحد اور صحیح معنوں میں طاقتور بنانے کے لیے دن رات کام کرو، دن کو بھی محنت، رات کو بھی محنت، دگنی تگنی محنت۔''

24 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلباء کو ان الفاظ میں خبردار کیا۔

> ''میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ منتشر ہوگے تو گر پڑو گے اور متحد ہوگے تو کھڑے رہو گے۔''

قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کے خوابوں کا پاکستان

مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ:۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی پڑھ چکے ہیں تقسیم ہند کے نتیجے میں تقریباً 65 لاکھ افراد بھارتی علاقے سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ لہٰذا قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کو سب سے اہم اور توجہ طلب مسئلے کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے مہاجرین کی آبادکاری کے عمل کی خود نگرانی کی۔ انہوں نے فوری طور پر ''ریفیوجی فنڈ'' قائم کیا اور لوگوں سے اپیل کی وہ اس فنڈ میں عطیات جمع کرائیں۔ 30 اکتوبر 1947ء کو لاہور میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا:

> ''ہم پاکستانیوں پر اب یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان لاکھوں تباہ حال مہاجرین کی دل کھول کر امداد کریں جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آرہے ہیں ان پر یہ مصیبتیں اس لیے ٹوٹی ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔''

ا

قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حکومت کے علاوہ مقامی آبادی نے جس فراخ دلی، ایثار اور اسلامی اخوت کے جذبے سے اپنے مہاجر بھائیوں کی بحالی کے لیے کام کیا اور اس کے نتیجے میں چند سال کے اندر اندر تمام مہاجرین کی آبادکاری اور روزگار کا مسئلہ حل ہو گیا

صوبائیت اور تنگ نظری سے گریز کی تلقین:۔

قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ جانتے تھے کہ پاکستان کے اندر اور باہر بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے پاکستان کے بن جانے کے بعد بھی اس کو حقیقت کے طور پر تسلیم نہیں کیا تھا۔ ان کی اب بھی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح قیام پاکستان کے تجربے کو ناکام ثابت کر سکیں، ان کا سب سے بڑا ہتھیار قوم میں عصبیت اور علاقائیت کے جذبات کو فروغ دے کر پاکستان کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ اس خطرے کا ادراک کرتے ہوئے قائدِاعظمؒ نے قوم کو خبردار کیا، انہوں نے فرمایا:

> ''اب ہم پاکستانی ہیں، ہم میں سے کوئی بھی بلوچی، پٹھان، سندھی، بنگالی اور پنجابی نہیں ہے بلکہ سب پاکستانی ہیں۔ ہماری ہر سوچ اور ہمارا ہر عمل پاکستان کی حیثیت سے ہونا چاہیے ہماری عزت اسی میں ہے کہ ہم خود کو پاکستانی سمجھیں۔'' (15 جون 1948ء)

11 اگست 1947ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ وہ دور گزر چکا ہے جب مذہب سے لوگوں کو تقسیم کرنے اور ان میں نفرت پیدا کرنے کا کام لیا جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم ایسے دور میں اپنی زندگی کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب اور عقیدے سے ہو یکساں شہری حقوق حاصل ہوں گے۔

پاکستان کی معیشت کے رہنما اصول۔ قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ کی نظر میں:۔

یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ نے مغربی معاشی نظام پر سختی سے تنقید کی اور مستقبل کے اقتصادی نظام کے بارے میں قوم کی رہنمائی فرمائی۔ انہوں نے کہا:

> ''مغربی دنیا میں صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو اس سے ہمیں اپنے عوام کے لیے امن اور خوشحالی حاصل کرنے کے نصب العین میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔''

11 اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اگر ہم اس عظیم مملکت کو خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں اور بالخصوص غریب طبقے کی فلاح بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی۔''

خارجہ پالیسی کے رہنما اصول۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھتے کہ دوسرے ملکوں سے تعلقات استوار کرتے ہوئے پاکستان کو عدم مداخلت اور غیر جانبداری کے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔انہوں نے فرمایا:

''ہماری خارجہ پالیسی دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ دوستی اور خیر خواہی کے اصولول پر مبنی ہے۔ ہم کسی بھی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے ہم ملکی اور بین الاقوامی معاملات میں ایمانداری اور انصاف کے اصولوں کی بالادستی چاہتے ہیں۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ پاکستان کو عالمی برادری میں ایک مستعد اور فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ان کی اسی سوچ کا نتیجہ یہ تھا کہ پاکستان آزادی کے ایک ماہ بعد ہی (ستمبر 1947ء میں) اقوام متحدہ کا رکن بن گیا۔ جلد ہی پاکستان کے دولت مشترکہ ممالک سمیت دُنیا کے اکثر ممالک سے تعلقات قائم ہوگئے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسلم ممالک سے پاکستان کے تعلقات کو خصوصی اہمیت دیتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ممالک متحد ہوں اور اپنے مسائل کے حل کے لیے مشترکہ حکمت عملی اختیار کریں۔ 27 اگست 1948ء میں عیدالفطر کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

''ہم سب مسلمان اپنی اپنی جگہ خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر کے مسلمانوں کو ان کا حق دینے کی بجائے ان کے خلاف طاقت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ ہماری آنکھیں اب کھل جانی چاہئیں اور ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ ہم متحد ہو کر ہی دُنیا کے ایوانوں میں اپنی آواز کو موثر بنا سکتے ہیں۔''

طلباء کو تعلیم پر توجہ دینے کی ہدایت

31 اکتوبر 1947ء کو طلبا کے ایک وفد سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''پاکستان کو اپنے جوانوں بالخصوص طلباء پر فخر ہے جو آزمائش اور ضرورت کے وقت ہمیشہ پہلی صف میں رہے ہیں۔ آپ مستقبل کے معمار قوم ہیں، اس لیے جو مشکل کام آپ کے سر پر آن پڑا ہے، اسے انجام دینے کے لیے اپنی شخصیت میں نظم وضبط پیدا کیجیے۔ مناسب تعلیم اور مناسب تربیت حاصل کیجیے۔''

21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ میں فرمایا:

''نوجوان دوستو! اب میں آپ ہی کو پاکستان کا حقیقی معمار سمجھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی باری پر کیا کچھ کر کے دکھاتے ہیں۔ اس طرح رہیے کہ کوئی آپ کو گمراہ نہ کر سکے، کوئی آپ کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکے، اپنی صفوں میں مکمل اتحاد اور استحکام پیدا کیجیے۔ ایک مثال قائم کر دیجیے کہ نوجوان کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ کا اصل کام کیا ہونا چاہیے، اپنی ذات سے وفاداری، اپنے ملک سے وفاداری، اپنے مطالعے پر مکمل توجہ۔''

مسائل کے حل کی حکمت:۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے عظیم ترین رہنما بنے بلکہ انہیں دنیا بھر کے قائدین میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوا۔ پاکستان کا قیام ان کا ایک اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ دنیا بھر کی سیاسی تاریخ میں ایسے کارناموں کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

قائدانہ صلاحیتیں:۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو بے مثال کامیابی حاصل ہوئی، اُسکی وجہ ان کی شاندار قائدانہ صلاحیتیں تھیں جن کا مختصر تذکرہ ہم یہاں کریں گے۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی حکمت عملی ترتیب دیتے ہوئے ہمیشہ وقت اور حالات کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کانگریس سے کیا جو اس وقت روشن خیال اور آزادی پسند ہندوستانیوں کی جماعت سمجھی جاتی تھی۔ 1906ء میں مسلم لیگ بنی تو وہ اس میں اس لیے شامل نہیں ہوئے کہ اس زمانے میں اس پر اعلیٰ طبقے کے مسلمانوں کا قبضہ تھا اور یہ کوئی عوامی جماعت نہیں تھی۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ وہ مسلم لیگ کی پالیسی میں تبدیلی لا سکتے ہیں 1913ء میں وہ صرف مسلم لیگ میں شامل ہو گئے بلکہ بہت کم وقت میں انہوں نے اسے مسلمانان ہند کی مقبول ترین عوامی جماعت بنا دیا۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہندو مسلم اتحاد کے بہت بڑے حامی تھے انہوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ کانگرس کو مسلمانوں کے مطالبات ماننے پر آمادہ کر سکیں اور ہندوستان کا اتحاد قائم رہ سکے لیکن کانگریس کی صفوں میں شامل بعض انتہا پسند رہنماؤں نے ان کی تمام مصالحانہ کوششوں کو ناکام بنا دیا تو انہوں نے ایک آزاد مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ آخری چارہ کار کے طور پر کیا۔ لیکن پاکستان کا مطالبہ کرنے اور اس مطالبے کی بنیاد پر 46-1945 کے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد بھی انہوں نے اتنی لچک برقرار رکھی کہ مئی 1946 میں پیش کئے جانے والے کابینہ مشن کے منصوبے کو قبول کر لیا جس میں ایک وفاقی ہندوستان کا تصور پیش کیا گیا تھا۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان کامیابی کی دوسری بڑی وجہ ان کی قانون پسندی تھی۔ وہ پر امن اور آئینی جد وجہد پر یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی قانون شکنی توڑ پھوڑ اور تشدد آمیز احتجاج کی ترغیب نہیں دی یہی وجہ تھی کہ اپنی تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی سیاسی زندگی میں انہیں کبھی جیل نہیں جانا پڑا۔ انہوں نے تحریک خلافت اور تحریک ہجرت جیسی جذباتی تحریکوں سے خود کو اس لیے الگ رکھا کہ انہوں نے ان تحریکوں میں چھپے ہوئے تشدد کے رجحانات کا وقت سے پہلے درست اندازہ کر لیا تھا۔ انہوں نے غیر مقبول ہونا اور سیاست کی دنیا سے عارضی طور پر لاتعلق ہو جانا گوارا کر لیا لیکن کبھی تشدد آمیز رجحانات کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں اور تقریروں کے مطالعے سے ان کی گہری اسلامی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے لیکن انہوں نے کبھی مذہب کو سیاسی کامیابی کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا۔ وہ پاکستان کو ایک روشن خیال اسلامی ریاست دیکھنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے پاکستان کو کٹر مذہبی ریاست (Theocracy) بنانے کے خیال کو سختی سے مسترد کر دیا۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ بے پناہ شخصی خصوصیات کے حامل تھے، ہندوستانی قیادت میں شاید ہی کوئی لیڈر ذہانت کے اعتبار سے ان کے درجے تک پہنچا ہو۔ ان کا مطالعہ وسیع اور مشاہدہ عمیق تھا وہ اعلیٰ درجے کے مقرر تھے، ان کا استدلال اتنا مضبوط ہوتا تھا کہ مخالف اس کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ لیکن ان کی وہ خوبی جو ان کی تمام خوبیوں پر حاوی تھی اور جس نے ان کو حقیقی معنوں میں قائد اعظمؒ بنایا ان کی شک وشبہ سے بالاتر دیانت داری اور اصول پسندی تھی۔

برّصغیر کے مسلمان قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت پر غیر مشروط اعتماد رکھتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کے مشکل ایام میں یہی وہ بات تھی جس نے لوگوں کو مشکلات کے مقابلے میں ڈٹ جانے اور آگے بڑھنے کا عزم اور حوصلہ عطا کیا۔ آئندہ سطور میں ہم قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت کے چند بنیادی اوصاف کا الگ الگ عنوانات کے تحت جائزہ لیں گے۔

مذاکرات:۔

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمام معاملات کو مذاکرات اور گفت و شنید کے ذریعے حل کرنے پر یقین رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں جب بھی مذاکرات کی دعوت دی گئی انہوں نے کبھی اس کو قبول کرنے سے انکار نہیں کیا۔ 31-1930ء میں وہ حکومت برطانیہ کی دعوت پر لندن گول میز کانفرنس کے لیے تشریف لے گئے۔ نہرو رپورٹ کانگریس کی انتہا پسندی کا مظہر تھی قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار یہ کوشش کی کہ مذاکرات کے ذریعے ہندو مسلم اختلافات کے حل کی کوئی صورت نکل آئے۔ 1944ء میں گاندھی جی نے انہیں مذاکرات کی دعوت دی تو انہوں نے اسے خوشی سے قبول کر لیا۔ ستمبر 1944ء میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر دونوں رہنماؤں کے درمیان طویل مذاکرات ہوئے، آزادی کے بعد بھارت نے کشمیر کا مسئلہ کھڑا کیا تو قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اقوام متحدہ اور دولت مشترکہ کی سطح پر مذاکرات کے ذریعے سلجھانے کی کوشش کی۔ انہوں نے بھارتی حکومت کی طرف سے کی جانے والی گفت و شنید کی پیش کش کو بھی ماننے سے انکار نہیں کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد مئی 1948ء میں مرکزی حکومت نے کراچی کو وفاقی دارالحکومت کے طور پر اپنی تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا تو سندھ مسلم لیگ کے ایک موثر گروپ نے اس کی مخالفت کی اور اس فیصلے کو تبدیل کرانے کے لیے ایک مجلس عمل کی تشکیل دی۔ قائدِ اعظمؒ نے مجلس عمل کے قائدین کو مذاکرات کے لیے زیارت طلب کیا۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد یہ قائدین اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

محنت، اتحاد، ایمان، تنظیم:۔

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغام اور تحریک کا خلاصہ چار جامع الفاظ میں بیان فرمایا۔ یہ سنہری اصول آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ اور روشنی کا مینار ثابت ہو سکتے ہیں۔ 30 اگست 1947ء کو لاہور کے تاریخی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

"۔۔۔۔۔اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کام کریں۔

کام کام اور کام	:	کامیابی ہمارا مقدر ہے۔
یہ نعرہ کبھی نہ بھولیے	:	"اتحاد، ایمان، تنظیم"

مشق

1۔ **خالی جگہ ایسے الفاظ سے پُر کیجیے کہ بیان بامعنی ہو جائے۔**

1۔ ریڈکلف ایوارڈ کا اعلان ____________ 1947ء کو کیا گیا۔

2۔ کلکتہ میں اچھوتوں کی آبادی ____________ فیصد تھی۔

3۔ راوی کا مادھو پور اور ستلج کا ____________ ہیڈورکس ہندوستان کو دے دیئے گئے۔

4۔ ____________ کو پاکستان اقوام متحدہ کا ممبر بن گیا۔(مہینہ وار لکھیے)

2۔ ہر سوال کے آگے قوسین میں دیئے گئے تین جوابات میں سے مناسب ترین جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہ پر کیجیے۔

1۔ حد بندی کمیشن کا سربراہ ____________ کو بنایا گیا (ریڈ کلف، ماؤنٹ بیٹن، ریڈ کلف ایوارڈ)

2۔ تقسیم کے وقت ہندوستان میں اسلحہ سازی کے ____________ کارخانے تھے۔ (24،18،16)

3۔ تقسیم کے وقت ہندوستان میں شاہی ریاستوں کی تعداد ____________ تھی۔ (16،680،580)

4۔ 1941ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست حیدر آباد کی آبادی ____________ تھی۔

(ایک کروڑ، ایک کروڑ ساٹھ لاکھ، ساٹھ لاکھ

5۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ____________ کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔ (کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد)

6۔ ____________ کو قائداعظمؒ نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کیا۔

(14 اگست 1947، یکم ستمبر 1947، یکم جولائی 1948

7۔ ستمبر 1944ء میں ____________ کی رہائش گاہ پر جناح گاندھی مذاکرات ہوئے۔ (قائداعظم رحمۃاللہ علیہ، گاندھی، نہرو)

8۔ ____________ 1948ء میں بھارت نے لاہور کے علاقے کا سیراب کرنے والی نہروں کا پانی بند کر دیا۔

(مارچ، اپریل، مئی)

9۔ ریاست حیدر آباد کے مسلمان سربراہ کو ____________ کہا جاتا تھا (نظام، نواب، امیر)

10۔ مہاجرین کی آبادکاری کے لیے قائداعظمؒ نے ____________ فنڈ قائم کیا۔ (ریفیوجی، قائداعظمؒ، ریڈ کراس)

3۔ ص (صحیح) یا غ (غلط) کے اوپر دائرہ لگا کر درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ کلکتہ کے ہندو اچھوت یہ چاہتے تھے کہ ان کا شہر پاکستان میں شامل ہو۔ ص غ

2۔ جنوری 1948ء میں بھارت نے کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش کر دیا۔ ص غ

3۔ ریاست جونا گڑھ مسلمان اکثریت کی ریاست تھی۔ ص غ

4۔ ریاست حیدر آباد کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ ص غ

5۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ پاکستان کی قومی زبان صرف اور صرف انگریزی ہوگی ص غ

6۔ قائداعظمؒ 1906ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ص غ

7۔ قائداعظمؒ نے تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ص غ

8۔ قائداعظمؒ پاکستان کو تھیوکریسی قسم کے مذہبی ریاست بنانا چاہتے تھے ص غ

National Book Foundation

4۔ کالم الف کے اندراجات کو کالم ب سے لائن کے ذریعے اس طرح ملایئے کہ دونوں کا تعلق واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب
ریڈ کلف	فیلڈ مارشل
گورداسپور	ایوارڈ
آکنیلیک	کشمیر
ستمبر 1948ء	اقوام متحدہ
30 ستمبر 1947ء	حیدر آباد

5۔ ہر سوال کا جواب دو سے پانچ سطور میں لکھیے۔

1۔ ہندوستان کی غلط تقسیم کس طرح مسئلہ کشمیر کو پیدا کرنے کا سبب بنی؟

2۔ مہاجرین کی آباد کاری کے مسئلے پر نوٹ لکھیے۔

3۔ قومی اتحاد و استحکام کے حوالے سے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کا ایک قول اُن کے اپنے الفاظ میں نقل کیجیے۔

4۔ مہاجرین کی آباد کاری کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے قائداعظمؒ نے کیا اقدامات کیے؟

5۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ سرکاری ملازمین سے کس طرز عمل کی توقع رکھتے تھے؟

6۔ قائد عظم رحمۃاللہ علیہ نے طلباء کو کیا نصیحت فرمائی؟

7۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے اپنے پیغام اور تحریک کا خلاصہ کن چار الفاظ میں بیان کیا؟

8۔ معیشت کے بارے میں قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کے افکار کا خلاصہ بیان کیجیے۔

9۔ قیام پاکستان کے بعد عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لیے قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے کیا اقدامات کیے؟

10۔ آکنیلیک نے برطانیہ کو بھیجی گئی رپورٹ میں کیا لکھا؟

6۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ حدبندی کے معاملے میں ریڈکلف کی ناانصافیوں کا جائزہ لیجیے۔ غلط تقسیم سے پاکستان کو کیا نقصانات پہنچے؟

2۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد پیش آنے والے اہم مسائل کا جائزہ لیجیے۔

3۔ تقسیم کے بارے میں ہندوستان کی حکومت کے رویے پر نوٹ لکھیے۔

4۔ مسئلہ کشمیر پر نوٹ لکھیے۔

5۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد مسائل کے حل کے حوالے سے کون سے اہم اقدامات کیے گئے؟

National Book Foundation